وخير جليس في الزمان كتاب

میزان

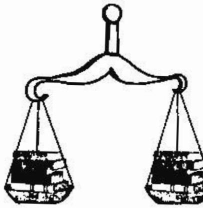

تبصرۂ کتب

نام کتاب: نفحات سیرت

مؤلف: ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

ترتیب: محمد امجد قریشی

ناشر: جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد

صفحات: ۴۵۷

تبصرہ نگار: سید عزیز الرحمٰن

سیرت طیبہ پر اردو میں مسلسل لکھا جا رہا ہے، خصوصاً اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبوی کا اطلاقی پہلو آج کی سیرت نگاری کا اہم بل کہ بنیادی حوالہ ہے۔ اس رجحان کے نتیجے میں کتب سیرت کے ساتھ ساتھ مقالات و مضامین سیرت کی صورت میں بھی قارئین سیرت کو رہ نمائی حاصل ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سعادت بھی ہے، خدمت بھی ہے اور ہر طرح سے قابل تقلید روایت بھی۔

ہمارے درمیان بعض ایسے اہل قلم بھی موجود ہیں، جن کی دل چسپی کا خاص محور سیرت طیبہ اور متعلقات سیرت ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کا نام ان چند اہل قلم میں شامل بھی ہے، اور نمایاں بھی۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کا ایک تعارف سیرت طیبہ سمیت اہم اسلامی موضوعات پر مذاکروں اور کانفرنسوں کے منتظم کا بھی ہے۔ اس نوعیت کے کئی ایک پروگراموں میں پیش ہونے والے مقالات کے کئی مجموعے بھی ان کے قلم سے مرتب ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

زیرِ نظر عنوان سے ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کے مقالات و مضامین ان کے صاحب زادے محمد امجد قریشی نے مرتب کر کے شائع کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ اس مجموعے میں ۵۱ مضامین و مقالات شامل ہیں، جو کسی نہ کسی حوالے سے ذات رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام سے متعلق رکھتے ہیں۔ اس مجموعے میں مختصر مضامین کی تعداد زیادہ ہے، البتہ بعض طویل علمی مقالات بھی شامل اشاعت ہیں۔

چوں کہ اس مجموعے میں شامل تمام مضامین اس سے قبل شائع ہو چکے ہیں، اوران کا زمانہ تحریر الگ الگ ہے، اس بنا پر اس مجموعے میں موضوعاتی تنوع نظر آتا ہے۔ مثلاً جہاں ایک جانب اس مجموعے کے آغاز میں نبوت کی ضرورت واہمیت، ایمان بالرسالت اور ختم نبوت جیسی بنیادی اعتقادی ضرورتوں کا بیان ہے، وہیں اسلامی نظام میں قیادت و نیابت کا تصور، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت معاشرتی مصلح، اور آپ ﷺ کے پیغام کی عالم گیریت کو بھی موضوعِ گفت گو بنایا گیا ہے۔ پھر اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبوی کے اطلاقی پہلوؤں کے حوالے سے بھی اس مجموعے میں کئی عنوانات سامنے آتے ہیں، مثلاً:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور تعلیمات کے روشنی میں علاقائی، نسلی، طبقاتی اور لسانی تعصبات کا حل

سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں نظام امن وعدل

دعوت وتبلیغ کی حکمت عملی تعلیمات نبوی کی روشنی میں

تعلیم وتربیت میں ہم آہنگی تعلیمات نبوی کی روشنی میں

عدم برداشت کا رجحان اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سادگی اور کفایت شعاری سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

احتساب کا جامع تصور تعلیمات نبوی کی روشنی میں

نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امتِ مسلمہ کی ذمے داریاں، سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظامِ معیشت

اس کتاب میں سیرت طیبہ کے بہت سے واقعات کو بنیاد بنا کر تحریر شدہ مضامین بھی شامل ہیں، مثلاً:

پہلا جمعہ

غزوہ بنی قینقاع وغزوہ بنی نضیر

صلح حدیبیہ

غزوہ بنی مصطلق

خطبہ حجۃ الوداع

غزوۂ حنین

اسرا ومعراج النبی ﷺ

سورۃ الاحزاب کی روشنی میں سیرت رسول ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی اسما کے حوالے سے بھی چند مضامین شامل کتاب ہیں، اور تین مضامین میں فن سیرت نگاری کے آغاز اور ارتقا، اور مستقبل کی ضرورتوں کے حوالے سے نئے امکانات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس تفصیل سے اس مجموعے میں شامل مضامین کے موضوعاتی تنوع کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

دوران مطالعہ سامنے آنے والی چند باتوں کی جانب توجہ دلانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ اس مجموعے کے تمام مضامین پہلے سے شائع شدہ ہیں، ایسے میں مناسب تھا کہ ہر مضمون کے آخر میں اس کی وضاحت کردی جاتی کہ یہ مضمون کہاں شائع ہوا ہے۔

۲۔ مجموعے کے مضامین میں معنوی ربط قائم کر کے اگر ان کو ترتیب دیا جاتا تو ترتیب کا کام حسن ترتیب کا امتیاز پا سکتا تھا۔

۳۔ آج کل عموماً کتب میں حوالہ جات حاشیے میں دینے کا رواج ہے، متن میں حوالوں کا اندراج خوش نما معلوم نہیں ہوتا۔

۴۔ نہ جانے کیوں عربی اور اردو کی جدید کتابوں میں انگریزی ہندسوں 1,2,3,4 کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ خواہ اس کی تاویل کچھ کر لی جائے، جب اردو میں عرصے سے متداول ہندسے موجود ہیں تو انگریزی ہندسوں کا استعمال بدمزاقی کے ہی درجے میں آئے گا۔

کتاب کا اسلوب قاری کو پوری کتاب پڑھنے پر مجبور کرتا ہے۔ مفہوم کی وحدت کے ساتھ ساتھ اسلوب کی جدت نے کتاب کو باعتبار کاوش بنا دیا ہے۔ کتاب سے ایک مختصر اقتباس پر ہم ان سطور کا اختتام کرتے ہیں:

> آیئے ایک نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسخۂ شفا پر بھی ڈالیں، اور آپ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں درد کا مداوا تلاش کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلاح کا عمل داخل سے شروع کیا اور انسانی شرف کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی تعلیمات کی اساس، عقل وشعور کے انسانی رویوں کو بنایا، نظریہ حیات طاقت سے نہیں منوائے جاتے کہ یہ بہیمانہ طرزِ عمل ہے۔ قوت وطاقت کا اندھا پن، یقین کی بے ثباتی، اور ایمان کی بے کیفی کا مظہر ہوتا ہے۔ نبی رحمت اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی حال میں بھی جبر واستبداد کا سہارا نہیں لیا۔ مخالفت کو رام کرنے کے لیے کبھی تشدد نہیں اپنایا۔ آپ نے مخالفت کا جواب حلم وبردباری، جاہلانہ انا کا جواب، بے نفسی ومتانت اور ظلم وجور کا جواب بے پناہ حوصلے

سے دیا۔ مکہ مکرمہ کی سرزمین پر ظلم کا ہر حربہ آزمایا گیا۔ گزرگاہوں کو خوں آشام بنا دیا گیا۔ راستوں کو آزارِ بے درماں کے کانٹوں سے بھر دیا گیا۔ نہ عظمتِ آدمیت کا لحاظ رہا نہ ہم نسبی کا پاس رہا۔ مگر نبی آفاق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان رویوں کو جہالت، عدم برداشت اور بے جا انانیت کا مظہر گردانتے ہوئے رد کر دیا۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں۔ ظلم کے ہاتھ روک کر لیتا ہوں۔

ابو جندل کا خون آلود جسم پکار رہا تھا کہ جذبات برافروختہ ہو جائیں، مگر معاہدوں کی پاس داری کرنے والے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلحتی فیصلوں کے قائل نہ تھے۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ حدود آشنائی بین الاقوامی تعلقات کی اساس ہے۔ مومن اپنے قول و فعل پر ضبط واعتدال کا پہرہ بٹھاتا ہے وہ اختلاف تو کر سکتا ہے عداوت نہیں۔ وہ اختلاف کیا ہوا جو گردن مارنے کی تحریک دے۔ یہ تو بے حوصلگی ہوئی۔ سیرت طیبہ کا تقاضا ہے کہ مومن برداشت کا کوہ جمال بنے کہ اسی جمال سے انسانی معاشرہ خوش گوار اور پر بہار ہوتا ہے۔

نئے عالمی نظام کی تشکیل میں جب تک سیرت طیبہ کی پیروی کا دعویٰ کرنے والی ملت، سیرت کے اُن گوشوں کو اپنانے کی کوشش نہ کرے گی جن کی ترتیب سے عہدِ رسالت میں نظامِ امن کی تشکیل ہوئی تھی تو مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہو سکیں گے۔ اسلام کی ابھرتی ہوئی تحریک کے سامنے باطل کی جھنجھلاہٹ کے تناظر میں وہ رویہ دیکھئے جو طاقت رکھنے کے باوجود اپنایا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی تو اپنوں سے موانست کے جذبات کو فروغ دینے کے لیے مواخات کا سنہری اصول اپنایا، اور غیروں کو حدود آشنا بنانے کے لیے میثاق مدینہ کی شرائط نافذ کیں، **لِلْیَھُوْدِ دِیْنُھم** (یہود کے لیے اُن کا دین ہے) کا جملہ اشتراک باہمی کے ہزارہا اصولوں پر بھاری رہا۔ سوچیے اس قدر آزادی کون عطا کر سکتا ہے۔ دورِ حاضر گواہ ہے کہ ایسا حوصلہ بڑے بڑے سربراہان سلطنت کو بھی نصیب نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ غیروں کو امن و سکون کی ضمانت صرف وہ دے سکتا ہے جو دوسروں کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ عقیدہ مضبوط ہو، نظریات حیات کے حوالے سے ایمان کی دولت نصیب ہو تو دوسروں کے ساتھ نباہ میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ (ص ۱۴۰۔۱۴۱)